*نعیم الغفور

بھینس کی قربانی

بھینس کی قربانی کے سلسلے میں اہل علم کا اختلاف ہے ہمیں جو بات درست لگتی ہے وہ یہ کہ بھینس کی قربانی درج ذیل وجوہات کی بنیاد پر جائز نہیں

پہلی وجہ:

بھینس کی قربانی کتاب وسنت سے ثابت نہیں اور نہ ہی سلف نے بھیمۃ الانعام کی تفسیر میں بھینس کا تذکرہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الانعام کی آیت 143-144 میں آٹھ جانوروں کا تذکرہ کر کے جانوروں کی تخصیص کر دی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ.....

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ......[1]

آٹھ جوڑے، بھیڑ میں سے دو اور بکری میں سے دو، اونٹ اور گائے سے دو دو قسمیں۔

چار جانوروں کا تذکرہ فرمایا، ساتھ ان کے نر اور مادہ کا تذکرہ فرما دیا، یوں نر اور مادہ کو جمع کریں تو آٹھ جانور بنتے ہیں۔احادیث مبارکہ میں بھی انہی آٹھ جانوروں کی قربانی کا تذکرہ ملتا ہے۔اس کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی مشروع نہیں۔

i. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ والے دو چتکبرے **مینڈھوں (بھیڑ کا نر، مینڈھا)** کی قربانی کی، آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، بسم اللہ پڑھی اور اللہ اکبر کہا اور (ذبح کرتے وقت) اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔[2]

ii. ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ قربانی کا دن آگیا، چنانچہ ہم نے **گائے** کی قربانی میں سات آدمیوں اور **اونٹ** کی قربانی میں دس آدمیوں کو شریک کیا۔[3]

---

(1) سورۃ الانعام، آیت:143-144

(2) سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث:1494

(3) سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث:1501

iii. عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں، میں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیاں کیسے ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا: ایک آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک **بکری** قربانی کرتا تھا۔[4]

iv. کلیب کہتے ہیں، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بنی سلیم کے مجاشع نامی ایک شخص کے ساتھ تھے، بکریوں کی قلت ہو گئی، تو انہوں نے ایک منادی کو حکم دیا، جس نے پکار کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: (قربانی کے لیے) **بھیڑ** کا ایک سالہ بچہ دانتی بکری کی جگہ پر کافی ہے۔[5]

انہی چار جانوروں کی قربانی وہ نر ہو یا مادہ پوری امت مسلمہ کے نزدیک اجماعی واتفاقی طور پر مشروع ہے۔ اور تمام احادیث کی کتب میں بھی انہیں چار جانوروں کا ذکر ہوا ہے۔

دوسری وجہ:

اگر لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو بہیمۃ الانعام میں دیگر کئی جانور کی شمولیت ممکن ہے تاہم یہاں بہیمۃ الانعام سے صرف وہی جانور مراد ہوں گے جس کی تفسیر قرآن نے کی ہے جس کے مطابق صحابہ نے سمجھا اور اس کی تفسیر بیان کی یا پھر جن کو آئمہ کرام اور سلف سالحین نے بیان کیا۔

قرآن مجید کی تفسیر اور صحابہ کرام کے عمل کو پہلی وجہ میں بیان کر دیا گیا ہے اب آئمہ کرام اور سلف سالحین کی تفسیر کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بہیمۃ الانعام سے کیا مراد لیا ہے۔

ابن جریر طبریؒ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

و اما (النعم) فانها عند العرب ، اسم الابل والبقر والغنم خاصة۔[6]

"("انعام" نعم، کی جمع ہے) اور اہل عرب کے نزدیک (نعم) بالخصوص اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کا نام ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ بیان فرماتے ہیں:

"بھیمۃ الانعام سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری ہیں۔ جیسے سورۃ الانعام کی آیت (ثمانية ازواج) میں مفصل موجود ہے۔"[7]

---

(4) سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث:1505

(5) سنن ترمذی، کتاب الاضاحیؒ، حدیث:3140

(6) تفسیر طبری، جلد 3، صفحہ:06

(7) تفسیر ابن کثیر، جلد 4، صفحہ:393

امام شوکانیؒ تفسیر فتح القدیر میں سورۃ الحج کی آیت 28 کی شرح میں لکھتے ہیں:

وفیہ اشارۃ الی ان القربان لا یکون الا من الانعام دون غیرھا۔[8]

اس (آیت) میں اشارہ ہے کہ قربانی صرف انعام، اونٹ گائے اور بھیڑ بکری کی ہی ہوتی ہے اور ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہیں ہوتی۔

ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"قربانی میں صرف بہیمۃ الانعام، اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کفایت کرتے ہیں، اس کی دلیل یہ آیت ہے ۔ لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ"۔[9]

جن جانوروں کی قرآن مجید نے وضاحت کی ہے ان کے علاوہ کسی جانور کی قربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا کسی اور کی جائز نہ ہوئی۔ جیسا کہ مرعاۃ المفاتیح میں یہ لکھا ہے:

لا يجزئ في الأضحية غير بهيمة الأنعام لقوله تعالى: {ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام} [الحج: 34] ، وهي الإبل والبقر والغنم والنغم صنفان المعز و الصنان ولانه لم ينقل عن النبي ولا عن الصحابة التضحية بغير الابل والبقر والغنم۔[10]

"بہیمۃ الانعام کے علاوہ قربانی نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد فرمایا ہے اور وہ اونٹ، گائے اور غنم ہیں۔ غنم کی دو قسمیں ہیں، بکری اور بھیڑ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے اونٹ، گائے اور غنم کے علاوہ کسی جانور کی قربانی مروی نہیں ہے۔"

مذکورہ بالا اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مفسرین نے صرف چار جانور اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کو ہی بہیمۃ الانعام میں شامل کیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور جانور کا تذکرہ تک نہیں کیا، باقی تمام جانوروں کی نفی کر دی اور یہ بات عیاں کر دی کہ اس کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں ہوگی اگرچہ وہ حلال ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

---

(8) فتح القدیر، صفحہ: 964

(9) المغنی لابن قدامہ، جلد 11، صفحہ: 100

(10) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکواۃ المصابیح ج2 ص353

تیسری وجہ:

بھینس کا گائے کی جنس سے ہونا مشکوک ہے۔ اگرچہ اہل لغات نے اس کو الجَامُوسُ نَوْعٌ مِّنَ الْبَقَر لکھا ہے لیکن اس کی جنس مشکوک ہے۔ اگر بھینس کو گائے سے جنس سے مان لیا جائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ بھینس میں گائے جیسی خصوصیات ہوں لیکن بھینس، گائے سے یکسر مختلف ہے۔ کیونکہ اگر اس کو بائیولوجیکل سائنس کی رو سے دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کروموسومز اور ڈی این اے کا کام بھی یہی ہے کہ اگلی نسل میں وہ اپنی خصوصیات منتقل کرے اگر خصوصیات میں مماثلت نہیں ہے تو جنس بھی مشکوک ہے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو بیل بھینس کو جفتی نہیں کرتا، کیونکہ ان دونوں کی جنس ایک نہیں ہے۔

اگر ہم سائنسی لحاظ سے بھینس اور گائے کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ کہیں بھی معلوم نہیں ہوتا کہ بھینس گائے کی جنس میں سے ہو۔ ماہرین حیوانات بھی اس کو گائے کی نسل میں تسلیم نہیں کرتے۔ اسی سلسلے میں، جب میں نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز(UVAS) لاہور کے ایک ماہر حیوانات سے اس بارے میں جاننا چاہا تو انہوں نے بھی اس کو ایک نسل سے شمار نہیں کیا بلکہ اس کو الگ الگ جنس شمار کیا، بلکہ ان کا کہنا تھا کہ بھینس اور گائے کی صرف پاکستان میں اپنی بہت زیادہ نسلیں ہیں جیسا کہ بھینس کی نسلیں نیلی راوی، ایزی خیلی، کنڈی وغیرہ اور اس طرح گائے کی نسلیں ساہیوال، ریڈ سندھی، چولستانی، اچھائی وغیرہ۔

اگر ہم گائے اور بھینس کو سامنے رکھیں اور ان میں فرق جاننے کی کوشش کریں تو ہمیں درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

بھینس	گائے
یہ پانی کا جانور ہے۔	یہ خشکی کا جانور ہے۔
یہ جنگلی زندگی کو ترجیح دیتی ہے	یہ گھریلو زندگی میں رہنا پسند کرتی ہے۔
اس کی اوسطاً عمر 25-15 سال ہے	اس کی اوسطاً عمر 22-18 سال ہے
یہ صرف دو ہی رنگوں میں پائی جاتی ہے۔	یہ کئی رنگوں میں پائی جاتی ہے۔
اس کے سینگ چپٹے موٹے اور پیچدار ہوتے ہیں۔	اس کے سینگ گول سیدھے اور چھوٹے ہوتے ہیں۔
اس کا چمڑا صاف اور موٹا ہوتا ہے۔	اس کا چمڑا پتلا اور باریک بالوں والا ہوتا ہے۔
اس کا جنم عرصہ دس ماہ ہے۔	اس کا جنم عرصہ نو ماہ ہے۔
اس کا دودھ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے۔	اس کا دودھ ہلکا زرد اور پتلا ہوتا ہے۔
اس کا دودھ ثقیل اور دیرپا ہضم ہوتا ہے۔	اس کا دودھ ہلکا اور زود ہضم ہوتا ہے۔
اس کے گوشت کی تاثیر الگ ہے۔	اطباء کہتے ہیں کہ اس کا گوشت بادی ہوتا ہے۔

ان وجوہات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گائے اور بھینس ایک جنس سے نہیں ہیں، دونوں کا تعلق الگ الگ جنس سے ہیں اور دونوں اپنی اپنی مزید نسلیں رکھتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے انڈیا میں ہندو لوگ گائے کی پوجاپاٹ کرتے ہیں، وہ اس کو بہت مذہبی حیثیت دیتے ہیں، اگر بھینس گائے کی جنس یا نسل میں سے ہوتی تو ہندو لوگ اس کو بھی وہی حیثیت دیتے جو کہ بھینس کو دیتے ہیں جبکہ ایسا ہر گز نہیں ہے، حالانکہ انڈیا میں بہت سی ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کے سکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں، ان میں بڑے بڑے ماہرین حیوانات ہیں لیکن ترقی اور تحقیق کے اس دور میں وہ اس نہج تک نہیں پہنچ سکے کہ ان کی گاؤماتا کی کتنی نسلیں اور جنسیں ہیں۔ لیکن پاکستانی مدارس کے ماہرین حیوانات نے تحقیق کر کے اس کو گائے کی جنس سے ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کی اور یہاں تک کہ بعض علماء نے اپنے عقیدت مندوں کو بڑی شدومد کے ساتھ اس کی قربانی کرنے تلقین کر رکھی ہے۔

جبکہ صاحب مرعاۃ کہتے ہیں کہ جنہوں نے گائے اور بھینس کو ایک ہی جنس شمار کیا انہوں نے تساہل سے کام لیا۔ جیسا کہ نے لکھا ہے۔

واما ما ینسب الی بعض اہل اللغۃ انہ قال ان الجاموس نوع او ضرب من البقر فالظاہر انہ وقع منہ التساہل فی ذلک۔[11]

جہاں تک اہل لغت سے یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بھینس کو گائے کی نوع یا قسم کہا ہے تو یوں لگتا ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں تساہل سے کام لیا ہے۔

چوتھی وجہ:

سلف صالحین نے بھینس کو گائے کی جنس نہیں شمار کیا ہے بلکہ اسے زکوۃ کے باب میں گائے کے درجے میں رکھا ہے اس طور سے دونوں کی حیثیتوں میں فرق ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ زکوۃ کے باب میں بھینس کو گائے کے درجے میں رکھنے سے مقصود اہل علم کا حد درجہ احتیاط ہے اور وہ یہ کہ مال میں سے زکوۃ نہ نکالنا قیامت کے دن بہت بڑی سزا کا موجب ہے۔ جیسا کہ مولانا عبد الرحمن کیلانیؒ تفسیر تیسیر القرآن میں سورۃ الانعام کی آیت 143 کی تفسیر میں دور فاروقی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ جب ایران فتح ہوا، وہاں گھوڑے بکثرت پائے جاتے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھوڑوں پر زکوۃ عائد کر دی اور انہیں گائے کے مثل قرار دیا، حالانکہ عہد نبوی ﷺ میں گھوڑوں پر زکوۃ عائد نہیں تھی۔

لہذا ہمارے لئے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اسے گائے کے درجے میں مان کر اس کی زکوۃ نکال دی جائے تاکہ زکوۃ نہ نکالنے کی سزا سے محفوظ رہ سکیں۔

---

(11) مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد2، صفحہ 353

اگر بھینس گائے کی جنس میں سے ہوتی تو محدثین اس کو کتاب الاضحیۃ میں بھی ذکر کرتے، صحاح ستہ کی کتب اور دیگر احادیث کی کتب میں بھی کتاب الاضیحۃ لیکن کسی محدث نے اس کو قربانی کے ابواب میں ذکر نہیں کیا، اگر ان کے دور میں بھینس کی قربانی کی جاتی ہوتی تو کسی نہ کسی پہلو سے اس کا تذکرہ ضرور ہوتا جیسا کہ دیگر آٹھ جانوروں کا تذکرہ ملتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں بھی اس کی قربانی نہیں کی جاتی تھی۔ محدثین نے بھینس کو صرف کتاب الزکوٰۃ میں بیان کیا ہے،، کیونکہ زکوۃ ایک الگ عبادت ہے اور قربانی ایک الگ عبادت ہے ایک دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بھینس گائے کی جنس سے نہیں ہے، اگر جنس سے ہوتی تو بھینس کو نوع کہنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

پانچویں وجہ:

جو لوگ لغت کا اعتبار کرکے بھینس کو نوع من البقر (گائے کی قسم) کہتے ہیں انہوں نے واضح نص کے مقابلے میں قیاس کا ایک وسیع دروازہ کھول دیا ہے جس کے تحت ہرن، نیل گائے اور گورخر جیسے جانوروں کی بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔

چھٹی وجہ:

اگر بھینس کو قربانی کے جانور میں شامل کرلیں تو یوں جانوروں کی تعداد آٹھ سے بڑھ کر دس ہو جائے گی جو کہ قرآنی نص کی واضح طور پر خلاف ہے۔

ساتویں وجہ:

بھینس کے لئے استعمال ہونے والا لفظ "الجاموس" عربی زبان کا لفظ نہیں ہے، اور نہ ہی بھینس عرب کا جانور ہے۔ اس لئے اس کی حقیقت وساخت کے لئے عرب لغت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے اس کو لغت یا قیاس پر موقوف نہیں کر سکتے۔

آٹھویں وجہ:

بھینس کی قربانی ایک شک والا عمل ہے۔ اس میں امت کے علماء کا اختلاف پایا جاتا ہے لہٰذا شک والی چیز پر عمل کرنا درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی شک والی چیز کو اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ جیسا کہ سنن ترمذی میں ہے

"دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ"[12]

”اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالے اور اسے اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے، سچائی دل کو مطمئن کرتی ہے، اور جھوٹ دل کو بے قرار کرتا اور شک میں مبتلا کرتا ہے“

جبکہ اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکریوں کی تعداد وافر مقدار میں موجود ہو تو اس صورت میں مشتبہ چیز پر عمل کرنا دانشمندی نہیں۔ اگر حقیقتاً بھینس گائے کی جنس میں سے نہ ثابت ہوئی تو ہم روز محشر قربانیوں کے ثواب سے محروم ہو جائیں گے۔

نویں وجہ:

بھینس کی قربانی پر اجماع امت نہیں ہے، اس میں امت کا اختلاف ہے۔ جس مسئلہ میں اختلاف ہو اس کو چھوڑ دینا احسن عمل ہے۔

دسویں وجہ:

نص قطعی کے مقابلہ میں قیاسی مسئلہ پر عمل کرنا حیران کن ہے۔ اگر بھینس حقیقتاً گائے کی جنس میں سے نہ ہوئی تو ہماری قربانیاں رائیگاں جائیں گی۔ ہاں البتہ اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ بھینس کے علاوہ گائے، اونٹ، بکری، بھیڑ میں سے کوئی جانور میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں بھینس کی قربانی کے سلسلے میں غور کیا جا سکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

[12] سنن ترمذی، حدیث:2518